AUSTRALIAN JOURNAL OF HUMANITIES AND ISLAMIC STUDIES RESEARCH (AJHISR)
Vol.2, Issue 2, Jul-16 to Dec-16

URDU – MUHAMMAD (ﷺ) THE MERCY FOR ALL - MUSLIMS AS WELL AS NON-MUSLIMS

محمد ﷺ رحمۃ للعالمین - غیر مسلموں کے لیے بھی۔ URDU

Abdul Hameed Arain
Government Sachal Sarmast Arts and Commerce College, Pakistan

Naheed Arain
University of Sindh, Jamshoro, Pakistan

ABSTRACT:

Allah almighty has sent one hundred and twenty four thousand messengers for the guidance of the people of their period and area. At the end of this chain of prophets, He sent the last prophet Muhammad ﷺ whose guidance and shariah was not bound by time and geographical limitations. His blessed guidance will remain valid till end of the times. Prophet Muhammad ﷺ was sent as mercy and blessing for all worlds and all the beings. He was not only a blessing for the Muslims but also for the Non-Muslims as it is mentioned in Holy Qur'an: "And we have sent you (O Muhammad ﷺ) not but as a mercy for the Alamin (Mankind, jinn and all that exists)". If we look at the blessed words of the beloved Prophet Muhammad ﷺ, there are a plenty of teachings which directly concern with the non-believers, for example the pacts of prophet Muhammad ﷺ with Jews, Christians and pagans. It is also interesting to note the rules he ﷺ prescribed for wars in which he ensured the mercy even for the enemies. Family law, criminal law, social justice system, economics of Islam and most importantly and human rights charter he gave to this world are all brilliant examples of his ﷺ blessed mercy and compassion on the people of all religions.

Key word: Mercy, non believers, Jews, Christians, Muslims, gambling, adultery۔

تعارف:

لوگوں کی رہنمائی کے لیے اللہ تبارک تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو مبعوث فرمایا [1]۔ جو کہ اپنی اپنی قوم وعلاقے کی طرف بھیجے گئے تھے۔ مگر جب آخری نبی محمد بن عبداللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اسے نہ صرف تمام جہاں والوں کی طرف بھیجا بلکہ تمام جہاں والوں کی کے لیے رحمت بھی قرار دیا۔ محمد ﷺ نہ صرف مسلمانوں کے لیے رحمت تھے بلکہ آپ کی تعلیمات تمام انسانیت کے لیے بھی رحمت ثابت ہوئی۔

تمام دنیا میں انسان مختلف قسم کی اذیتوں اور ذلتوں میں مبتلا تھے۔ کہیں غلامی کی زنجیریں تھیں تو کہیں عورت کو گناہ کی نشانی قرار دیا جاتا تھا۔ منڈیوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح آدم کی اولاد بکتی تھی اور حوا کی بیٹی صرف نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ تھی۔ ایسے میں مکہ کے اجاڑ بیان صحرا میں ایک شخص پیدا

ہوااور اس نے تمام انسان ذات کو گمراہی اور جہالت کی اس دلدل سے نکالا۔انسان جو کہ پتھروں جانوروں اور درختوں کا پجاری بن چکا تھا اُس کو اس کی حقیقت کا احساس دلایا،اشرف المخلوقات کا درجہ دیا۔

محمد ﷺ تمام مخلوقات ؛نباتات، حیوانات، جن اور انسانوں کے لیے رحمت کا باعث بنے۔آپ کی رحمت کے مستحق تمام مسلم و غیر مسلم ہیں۔اس مقالہ میں آپ ﷺ کی صرف ان چند تعلیمات کا ذکر کیا جارہا ہے جن سے تمام بنی نوع انسان مستفید ہو رہے ہیں،آپ ﷺ کی رحمت کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

قرآن مجید میں لفظ "لِلعَالَمِین" متعدد مقامات پر اور متعدد چیزوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔مگر کہیں بھی رحمۃ کا لفظ محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لیے استعمال نہیں کیا گیا۔ کہیں قرآن مجید کو تمام جہانوں کے لیے ذکر کہا گیا ہے:

1۔ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ [2]

2۔ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ [3]

3۔ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ [4]

کہیں اللہ تعالیٰ نے مکہ کے لیے فرمایا کہ یہاں تمام جہانوں کے لیے برکت ہے:

4۔ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ [5]

5۔ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ [6]

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو یا اہل کشتی کو تمام جہاں والوں کے لیے آیت (نشانی) فرمایا گیا:

6۔ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ [7]

حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے فرزند کو تمام عالمین کے لیے نشانی قرار دیا:

7۔ وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ [8]

مندرجہ ذیل آیت میں نوع انسانی کی مختلف زبانوں اور متلون رنگوں کے اختلاف کو آیت بیان کیا گیا ہے:

8۔ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ [9]

تمام عالمین کے لیے رحمت کا لفظ صرف نبی ﷺ کے لئے ہی استعمال ہوا ہے ، حضور کے سوا کسی دوسرے کے لیے نہیں ہوا۔یعنی جب نبی ﷺ کو جملہ عالمین کے لئے رحمت بنایا گیا تو آپ ﷺ کی نبوت بھی تمام عالمین کے لئے ہے۔آپ ﷺ کی زندگی تمام عالم کی فلاح و بہبود، خیر و فلاح کے لیے وقف تھی۔آپ ﷺ ہی نے بندوں کو ان کے معبود برحق سے ملوایا۔آپ ﷺ کی تعلیمات تھیں کہ تمام انسانوں کو ذات پات، رنگ و نسل، امیری غیریبی کے فرق کے باوجود ایک ہی جگہ اکٹھا کر دیا۔آپ ﷺ کے دربار میں مختلف قبائل و علاقوں کے سرکردہ افراد جمع تھے:

بلال حبشی	سلمان فارسی	صہیب رومی	ضماد ازدی
طفیل دوسی	ذوالکلاع حمیری	عدی طائی	ثمامہ نجدی

ابوزر غفاری ابوعامر اشعری ابوحارث مصطلقی سراقہ مُدلجی [10]

یہ تمام مختلف رنگ و نسل کے لوگ پہلو بہ پہلو بیٹھے نظر آتے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی رحمت ہی تھی ورنہ اتنی قوموں کے سردار ایک جگہ کہیں اور نظر نہیں آتے۔

آپ ﷺ نے دوسری اقوام سے جو معاہدے کیے اگر ان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ معاہدے تمام تر غیر مسلموں کے لیے رحمت تھے۔

یہودیوں سے معاہدہ:

مدینہ جس کے باسی برسوں سے ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں۔ یہودی اوس و خزرج کو ایک دوسرے کا دشمن بنائے ہوئے تھے۔ یہودی اپنی چال بازی سے خوب دولت کمارہے تھے۔ ایسے میں نبی محترم ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرماتے ہیں اور انہی یہودیوں سے جو کہ اپنی چال بازیوں میں مشہور تھے معاہدہ کرتے ہیں جو کہ خود یہودیوں کے حق میں جاتا ہے یعنی آپ ﷺ ان کے لیے بھی رحمت ثابت ہوئے۔ آپ ﷺ یہودیوں سے معاہدہ فرماتے ہیں کہ :

الف۔ یہودی بھی مسلمانوں کی طرح ایک قوم سمجھی جائے گی۔

ب۔ اگر کوئی ان سے لڑے گا تو مسلمان ان (یہودیوں) کو مدد دیں گے۔

ج۔ مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات خیر اندیشی نفع رسانی نیکی کے ہوں گے۔

د۔ یہودیوں کے حلیف بھی اس معاہدہ میں اس کے ساتھ شامل ہیں۔

ہ۔ مظلوم کی ہمیشہ مدد کی جائے گی (چاہے اس کا تعلق یہود سے ہو یا کسی اور مذہب کے ماننے والوں میں سے)۔[11]

عیسائیوں سے معاہدہ:

عیسائی جو کہ ابھی حال ہی میں فارس سے شکست کھا چکے تھے، جن میں لڑنے کی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ مگر آپ ﷺ ان کے لیے بھی مسیحِا رحمت ثابت ہوئے۔ ان خراج گزار اور مفتوح عیسائیوں کے ساتھ ان الفاظ میں معاہدہ کیا جاتا ہے کہ :

1۔ "اہل نجران کو اللہ کی حفاظت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری حاصل ہوگی ان کی جان اور مذہب اور ملک اور اموال کے متعلق تمام موجودہ اشخاص اور غیر موجودہ اور ان کی قوم اور انکے پیرو اسی ذمہ داری میں شامل ہوں گے"۔

2۔ "ان کی موجودہ حالت تبدیل نہیں کی جائے گی"۔

3۔ "ان کے حقوق میں سے کوئی حق بدلا نہ جائے گا"۔

4۔ "اور جو کچھ تھوڑا بہت ان کے قبصہ میں ہے اس میں کوئی تغیر نہ کیا جائے گا"۔

5۔ "تمہیں مذہبی آزادی ہوگی، مذہبی قیادت کو تبدیل نہیں کیا جائے گا"۔[12]

قریش سے معاہدہ:

قریش مکہ جو کہ آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے سخت جانی دشمن تھی مگر جب ان کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے تو آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کی ناراضگی کو بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں مگر دشمن کے لیے رحمت ثابت ہوتے ہیں۔ صلح حدیبیہ کے وقت آپ ﷺ نے قریش سے جو معاہدہ کیا وہ سب شرائط قریش کی مرضی کے مطابق تھی۔ جن میں سے ایک یہ شرط بھی تھی کہ :

"اگر کوئی مسلمان بھاگ کر مدینہ سے مکہ آجائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر مکہ سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا"۔[13]

ان تمام معاہدات پر غور کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی رحمت سے مستفید ہونے والے مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب کے لوگ تھے۔

دین میں کوئی زبردستی نہیں:

مجسم رحمت نے واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ:

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ[14]

"تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین"

یعنی بتلا دیا کہ اگر تم میرا دین قبول نہیں کرتے تو کوئی زور زبردستی نہیں، تمہاری مرضی ہے چاہے تو اقرار کرو اور چاہے تو نہ کرو۔ فرمایا:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ[15]

"دین کے معاملہ میں کسی پر بوجھ نہیں ہے۔ تحقیق ہدایت اور گمراہی میں ظاہر و باہر امتیاز ہو گیا ہے"۔

ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ میرا کام تو صرف اگاہ کر دینا ہے:

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ[16]

"رسول کا کام لوگوں کو احکام الٰہی کا سنا دینا ہے اور بس"۔

یہ آپ ﷺ ہی کی تعلیمات تھیں کہ آپ ﷺ کی زندگی ہی میں تمام عرب میں امن عامہ ہو چکا تھا۔ وہی قبائل جو کہ معمولی معمولی باتوں پر لڑنا فخر سمجھتے تھے مگر اب شیر و شکر ہو چکے تھے۔ اور اس امن و سکون سے تمام لوگ لطف اندوز ہو رہے تھے چاہے ان کا مذہب کوئی بھی ہو، کسی بھی قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔

رحمت للعالمین نے تمام عالمِ انسانیت سے نیکی اور عمدہ سلوک کی اس طرح تعلیم دی:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ[17]

"اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ، جنہوں نے تم سے مذہبی لڑائی نہیں کی اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ نیکی اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"۔

دشمنوں کے ساتھ اس حسنِ سلوک کی تعلیم کہ دنیا حیران رہ جائے۔ کیا یہ رحمت نہیں۔ کیا اپنے کیا پرائے سب اس بارانِ رحمت سے مستفید ہو رہے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ:

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ[18]

"بدی کا بدلہ نیکی سے دو۔ پھر جس شخص کے ساتھ تمہاری عداوت ہے وہ تمہارا گرم جوش حامی بن جائے گا"

رحمۃ للعالمین نے انصاف کرنے کا سبق دیا وہ بھی جب نفرت و عداوت کے جذبات عروج پر ہوں اور معاملہ بھی دشمن کا ہو:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ[19]

"کسی قوم سے مخالفت کا ہونا تمہیں انصاف نہ کرنے کی طرف کھینچ نہ لے جائے، انصاف ہی کرو، یہی اللہ شناسی سے قریب تر ہے اور تقویٰ اختیار کرو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ خوب جانتا ہے"۔

مزید فرمایا:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ[20]

"قوم کی یہ مخالفت کہ انہوں نے تم کو مسجد الحرام سے روک دیا تھا۔ تم کو ادھر نہ لے جائے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو، تم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ان کی مدد کرو اور گناہ و سرکشی کے کاموں میں ان کا ساتھ نہ دو، اللہ سے ڈرتے رہو"

انصاف کے لیے لازمی ہے کہ شہادت بھی سچی ہو۔ اگر مقابل دشمن ہو تو انسان کمزور پڑ سکتا ہے مگر رحمۃ للعالمین نے کیا فرمایا کہ گواہی سچی دو چاہے کسی اپنے کے ہی خلاف کیوں نہ ہو۔ فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَى أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا[21]

"اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ قیام کرنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ، خواہ تمہاری گواہی خود تمہارے والدین کے خلاف یا اقرباء کے خلاف ہو۔ امیر ہو یا غریب کہ رعایت یا رحم کے خیالات تمہیں آتے ہوں مگر یہ یاد رکھو کہ اللہ ان دونوں سے بڑھ کر ہے دیکھو ایسا نہ کرنا کہ سچی شہادت سے عدولی کرو یا دبی زبان سے کوئی بات نہ کہو یا گواہی سے ٹل ہی جاؤ یہ باتیں تو خواہش نفس پر چلنے کی ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ خوب جانتا ہے"۔

مندرجہ بالا وہ تعلیمات ہیں جن کے مخاطب اپنے ہوں یا پرائے سب ہیں۔ یہاں تک ہی ثابت ہو جاتا ہے کہ محمد رسول اللہ تمام جہان والوں کے لیے حقیقی رحمۃ للعالمین بن کر آئے تھے۔

آئے کچھ تعلیمات آئلی زندگی کے بارے میں بھی دیکھتے ہیں۔ بیوی کے بارے میں تعلیم دی جاتی ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[22]

"اللہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری بیویوں کو تمہاری جنس کا بنا دیا، تاکہ تم ان سے تسلی پاؤ پھر تمہارے درمیان محبت اور پیار قائم کر دیا سوچنے والوں کے لئے اس کے اندر بہت سے نشان ہیں"

بیوی اور شوہر کے حقوق کی بات ہوئی تو فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ[23]

"عورتوں کے حق شوہروں پر ویسے ہی ہیں جیسے شوہروں کے حق عورتوں پر"

ایک معصوم انسان کا قتل تمام انسانیت کے برابر قرار دیا گیا وہ انسان چاہے کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، رنگ نسل کوئی بھی ہو، کسی بھی علاقے کا باسی ہو۔ اگر اس انسان کا قتل واجب نہیں یعنی واجب القصاص اور مجرم نہیں ہے تو یہ ایک انسان کا قتل نہیں بلکہ تمام انسانیت کا قتل ہے۔ فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا[24]

"اگر کسی شخص نے ایک انسان کو بھی قتل کر دیا(واجب القصاص اور مجرم اس سے الگ ہیں) گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک شخص کی جان بچائی گویا اس نے تمام انسانوں کی جان بچائی"۔

جنگ:

انسانی معاشرے میں اس وقت لڑائی ناگزیر ہو جاتی ہے جب طاقتور کمزور کے حقوق غضب کرتا ہے، امیر غریب کا جینا دوبھر کر دیتا ہے، ظالم کا ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو اس وقت مظلوم کی امداد کا آخری وسیلہ، مذاہب مختلفہ اور ادیان متعددہ میں عدل و توازن قائم کرنے کے لیے جنگ آخری حیلہ رہ جاتا ہے۔ صرف ایسی صورت میں ہی رحمۃ للعالمین نے لڑائی کی اجازت دی۔ ورنہ اس کے علاوہ حکمرانی کی آرزو یا توسیع ملک کی تمنا یا غلبہ قوت کے اظہار یا جوش انتقام میں لڑائی کی ممانعت کی گئی ہے۔ اسے وقت میں رحمۃ للعالمین مثالی تعلیمات بیان فرماتا ہے:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (39) الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا[25]

"جن مسلمانوں سے قتال ہوا، انکو جنگ کی اجازت دی گئی ہے کیونکہ وہ مظلوم تھے اور اللہ ان کی نصرت پر قدرت رکھتا ہے یہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بلا کسی وجہ کے نکالے گئے ہیں صرف اس لئے کہ انہوں نے اللہ کو اپنا پروردگار مان لیا ہے اگر اللہ تعالیٰ (یہ اجازت دے کر) بعض لوگوں (دشمنوں) کو بعض لوگوں (مسلمانوں) کے ذریعہ سے روک نہ دیتا تب عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کے معابد پارسیوں کے مندر مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا بہت نام لیا جاتا ہے ضرور گرائی جاتیں"۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا[26]

"تم اللہ کی راہ میں اور ضعیف مردوں اور عورتوں اور بچوں کے بچاؤ کے لئے کیوں جنگ نہیں کرتے، حالانکہ وہ دعائیں کر رہے ہیں کہ خدایا! ہم کو اس بستی سے نکال جہاں کے باشندے بڑے ظالم ہیں"۔

یعنی اسلام نے صرف ضعیفوں، عورتوں، بچوں کو ظالموں کے پنجہ سے رہائی دینے کے لئے جنگ کو اختیار کیا۔ یا پھر یہودیوں، عیسائیوں، ترساؤں کے معابد کی حفاظت و حمایت کے لیے۔ یہ تعلیمات صرف اور صرف دینِ اسلام ہی کا خاصہ ہیں۔

ان ضروری جنگوں کے لیے بھی رحمۃ للعالمین ﷺ نے یہ اصول دیا کہ مخالف فریق کو لمبا وقت دیا تاکہ شاید باہمی سمجھوتے کی کوئی صورت نکل آئے۔ قرآن مجید میں ہے:

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ[27]

"یعنی تم کو چار ماہ کی مہلت ہے"۔

جنگ کے لیے اتنی مہلت کا دیا جانا ہی رحمت ہے، لیکن جنگ شروع ہو جانے کے بعد بھی مستثنیات کا خاص ذکر ہے:

إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ[28]

"جو لوگ ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں، جن سے تمہارا عہد ہے"۔

أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ[29]

"یا وہ جو حاضر ہو کر ظاہر کر دیں کہ وہ تم سے یا اپنی قوم سے جنگ کرنے سے رک گئے ہیں"۔

فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا[30]

"پھر اگر یہ لوگ علیحدہ ہو جائیں اور تم سے جنگ نہ کریں اور تم سے صلح کی درخواست کریں تب اللہ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی"۔

مندرجہ بالا تمام احکامات صرف غیر مسلم معاہد اقوام کے لیے ہیں۔ کیونکہ قرآن میں ان کے لیے "بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ"[31] کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اگر ان کا مقصد مسلمان ہوتے تو ان کے لیے "فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ"[32] کے الفاظ استعمال کیے جاتے۔ پھر اس معاہد قوم کی بھی اتنی عزت ہے کہ اگر فریق جنگ میں سے کوئی شخص تمہارے پاس آجائے تو اب اسے فریقِ جنگ نہ سمجھا جائے۔ اور وہ شخص بھی فریقِ جنگ نہیں ہوگا جو غیر جانب دار رہنے کا عہد کرے یعنی نہ مسلمانوں کی طرف ہوگا نہ دشمن کی طرف داری کرے گا۔

غور کریں یہ تمام احکام دشمن اقوام کے ساتھ حالتِ جنگ کے دوران کے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی رحمت ہے جس سے مستفید دشمن ہو رہے ہیں۔

فضائل واخلاق:

ماں باپ جنھوں نے تکلیفیں برداشت کر کے بچوں کو پالا، اب اولاد کو تربیت دی جارہی ہے کہ والدین چاہے کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں مگر ان کے ساتھ رویہ کیسا ہونا چاہیے:

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا[33]

"اور ان پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ: پروردگار! ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپنے میں مجھے (محبت و شفقت) سے پالا تھا"

یعنی والدین کے ساتھ شفقت و محبت والا رویہ رکھو جیسا کہ اس وقت جب تم کمزور و محتاج تھے تو انھوں نے تمہارا خیال رکھا تھا اسی طرح تم بھی ان کا خیال رکھو اور والدین کے خدمت گزار بن کے رہو ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ ان کے لیے دعا بھی کرو۔ اگر کبھی ان سے غلطی ہو جائے یا کوئی بات تمہیں بری محسوس ہو تو انھیں اُف تک بھی نہ کہو:

فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا[34]

"انھیں اف تک نہ کہو، نہ ہی انھیں جھڑکو اور ان سے بات کرو تو ادب سے کرو"

معافی ودر گزر:

دوسروں کی کوتاہی اور غلطی کو معاف کر دینا انتہائی مشکل کام ہے۔ مگر رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ جب انسان خود معافی کا طلب گار ہوتا ہے تو پھر اسے بھی چاہیے کہ دوسروں کو معاف کرے، یہاں معاف کرنے کے لیے لازمی نہی کہ وہ تمہارا ہم مذہب ہی ہو بلکہ یہ عام حکم ہے یہ صفت ہر انسان میں دوسرے انسان کے لیے ہونی چاہیے۔ ارشاد ہوا:

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ[35]

"چاہیے کہ تم معافی دیا کرو اور در گزر کیا کرو کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے"

زنا کی برائی:

ہو سکتا ہے کہ کوئی عیاش مزاج شخص زنا کو معیوب نہ سمجھتا ہو مگر اسے غور کرنا چاہئے کہ کسی کی بہو بیٹی کو اپنے بستر پر بلانا تو اسے پسند ہے، لیکن کیا اسے یہ گوارہ ہو سکتا ہے کہ اس کی بیٹی بہو غیر کے بستر پر جائے۔ اس کی غیرت اسے پسند نہیں کرتی تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ یہ شخص خود اپنے طرز عمل سے ایسی ہی برائیوں کا رستہ بنا رہا ہے؟ یہ رستہ سب سے پہلے اس کے گھر تک سیدھی سڑک بن جائے گا۔

رحمت للعالمین نے حکم خداوندی سنایا کہ:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا [36]

"زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ تو بے حیائی ہے اور برا رستہ ہے"

شراب وجواء:

شراب اور جواء ایک ایسی لعنت ہے جو کہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ آج دنیا اچھی طرح سمجھ چکی ہے کہ شراب وجواء میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ مگر چودہ سو سال پہلے جب دنیا شراب سے ہونے والی تباہی و بربادی پوری طرح آگاہ نہیں تھی تو اس وقت رحمت للعالمین نے عام لوگوں کو اس برائی سے متنبہ کیا تھا اور شراب وجواء کو رجس و شیطانی عمل قرار دیا تھا۔ شراب وجواء کے استعمال سے روکا بلکہ ان کے قریب پھٹکنے سے بھی منع فرمادیا:

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ [37]

"یہ شراب اور جوا یہ آستانے اور پانسے سب گندے شیطانی کام ہیں لہذا ان سے بچتے ہو"

مندرجہ بالا جن چند مسائل کا ذکر کیا گیا ہے، یہ خالص ایسے مسائل ہیں کہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہو دونوں مساوی طور پر ان سے مستفید ہو سکتے ہیں اور مستفید ہو رہے ہیں ان مسائل کے ترک کر دینے کے بعد تمدن کے قیام اور شائستگی کے وجود کی بقا ہی نہیں رہ سکتی، اس لئے دنیا کو ماننا پڑے گا کہ نبی ﷺ فی الواقع مسلم و غیر مسلم سب کے لیے رحمۃ للعالمین تھے۔

حواشی و مراجع

[1] احمد بن حنبل: مسند احمد؛ مؤسسۃ قرطبہ، القاھرہ؛ باب حدیث ابی الباھلی، ح۔22342، ج۔5، ص۔265، والطبرانی سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر الاخمی الشامی: المعجم الکبیر للطبرانی بتحقیق حمدی عبد المجید السلفی؛ مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ؛ ج۔8، ص۔258۔259، ح۔7871، شیخ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (الخطیب محمد بن عبد اللہ التبریزی: مشکوۃ المصابیح مع تخریج البانی، باب جہنم اور جہنمیوں کا بیان، ج۔3، ص۔246، المکتب الاسلامی، بیروت، الطبعۃ الثالث 1405ھ، 1985ء)

[2] الانعام:90؛ التکویر:27

[3] یوسف:104؛ ص:87

[4] القلم:52

[5] الانبیاء:71

[6] آل عمران:96

[7] العنکبوت:15

[8] الانبیاء:91

[9] الروم:22

[10] منصور پوری محمد سلیمان سلمان؛ رحمۃ للعالمین، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2011؛ ج۔2، ص۔408

[11] ابن ہشام محمد عبد الملک؛ السیرت النبویہ لابن ہشام؛ ہجرت رسول ﷺ؛ کتابہ ﷺ بین المھاجرین والانصار وموادعتہ یہود، ص۔501، 502

[12] البلاذری احمد بن جابر الشھیر؛ فتوح البلدان؛، نفیس اکیڈمی، کراچی، طبع سوم، 1986، ص۔108-109

[13] ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابوداؤد، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعہ الاولی، 1990؛ کتاب الجہاد، باب فی صلح العدو، ح۔2765

[14] الکافروں:6

[15] البقرہ:256

[16] النور:54

[17] الممتحنہ:8

[18] فصلت:34

[19] المائدہ:8

[20] المائدہ:2

[21] النساء:135

[22] الروم:21

[23] البقرہ: 228

[24] الاسراء؛32

[25] الحج:39-40

[26] النساء:75

[27] التوبہ:2

[28] النساء:90

[29] النساء:90

[30] النساء:90

[31] النساء:90

[32] التوبہ:11

[33] بنی اسرائیل:24

[34] بنی اسرائیل:23

[35] النور:22

[36] بنی اسرائیل:32

[37] المائدہ:90